السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فتح المجید پر علامہ محمد حامد فقی کے حواشی پر تبصرہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین نبینا محمد والہ واصحبہ اجمعین اما بعد:

میں نے کتاب ''فتح المجید شرح کتاب التوحید'' تالیف امام علامہ محقق شیخ عبدالرحمن ابن حسن بن شیخ امام مجدد لعالم الاسلام فی القران الثانی عشر الہجری الشیخ محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی تمیمی حنبلی رحمہم اللہ جمیعا، پر استاذ علامہ شیخ محمد حامد فقی کے حواشی کا مطالعہ کیا اور انہیں کثیر فوائد پر مشتمل پایا کہ انہوں نے بہت ہی احسن اور مفید انداز میں ان حواشی کو لکھا ہے۔ ان میں سے اگرچہ اکثر حواشی شیخ عبدالرحمن مذکور کی کتاب ''قرۃ العیون'' سے ماخوذ ہیں تاہم شیخ محمد حامد فقی کے ان حواشی میں کچھ غلطیاں بھی ہیں۔ لہذا ضروری محسوس ہوا کہ ان کے بارے میں مطلع کردیا جائے، ان کے حواشی اور اپنے حواشی میں فرق کرنے کے لئے میں نے ان کے حواشی کے ساتھ سٹار (ستارے) کی علامت لگادی ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اجر بے پایاں سے نوازے۔ انہ جواد کریم ان حواشی کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے واللہ ولی التوفیق۔

(ص۸۷حاشیہ (۱

''وفد عبدالقیس ۹ ہجری میں آیا تھا۔'' *

یہ بات محل نظر ہے کیونکہ وفد عبدالقیس فتح مکہ سے پہلے آیا تھا جیسا کہ ان کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ:

ان بیننا وبینک ہذا الحی من کفار مضر

''ہمارے اور آپ کے مابین کفار مضر کا یہ خاندان (قبیلہ) حائل ہے۔''

اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ اہل مکہ کفار مضر کے قائد اور سربراہ تھے اور وہ فتح مکہ کے سال یعنی ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے، چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تاریخ کی کتاب البدایۃ النہایۃ میں اس واقعہ کے سیاق سباق سے یہی معنی اخذ کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(ص۱۲۸حاشیہ (۲

اس لئے یہ اللہ تعالی کی آیات کے ساتھ بہت شدید مذاق ہے اور یہ بات آیات کے مقاصد کے منافی بھی ہے۔۔۔۔'' الخ۔ *

یہ بات بھی محل نظر ہے کیونکہ تعویذوں کا لٹکانا دین کے ساتھ مذاق نہیں بلکہ یہ تو شرک اصغر اور جاہلیت کے ساتھ مشابہت ہے بلکہ کبھی یہ تعویذ لٹکانے والے کی نیت کی وجہ سے شرک اکبر بھی ہوجاتا ہے۔ مثلا اگر وہ یہ نیت کرے کہ اللہ تعالی کی بجائے یہ تعویذ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں یا اس طرح کا کوئی اور اعتقاد رکھے تو یہ شرک اکبر ہے اور اگر یہ اعتقاد رکھے کہ یہ نظر بد یا جنات وغیرہ سے محفوظ رہنے کا سبب ہیں تو یہ شرک اصغر ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو سبب قرار نہیں دیا بلکہ ان سے منع فرمایا اور ان کے استعمال کی ممانعت کی ہے اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی واضح فرمایا ہے کہ یہ شرک ہے کیونکہ تعویذ استعمال کرنے والا انہی کی طرف التفات کرتا اور انہی سے تعلق رکھتا ہے، اگر تعویذوں کا لٹکانا آیات الٰہی کے ساتھ مذاق ہوتا تو پھر تو یہ کفر اور ارتداد تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ:

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ٦٥ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (التوبۃ۶۵/۹-۶۶)

''کہو کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے، بہانے مت بناو تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوچکے ہو۔''

ہمیں نہیں معلوم کے اہل علم میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ تعویذ آیات الٰہی کے ساتھ مذاق ہیں اور پھر لٹکانے والوں کا عمل بھی اس کی نفی کرتا ہے کیونکہ وہ نفع وبرکت کی امید سے لٹکاتے ہیں، ان کا مقصد استہزاء یا مذاق نہیں ہوتا جیسا کہ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ المستعان۔

(ص۱۴۵،۱۴۶حاشیہ (۱

''اسی طرح کھانے پینے کی ہر وہ چیز یا کوئی اور چیز جس کا نام غیر اللہ کی نذر یا تقرب رکھا جائے نیز وہ کھانا جسے ان قبروں کے مجاوروں اور طاغوتوں میں تقسیم کرنے کے لئے تیار کرایا جائے۔۔۔۔*

یہ مقام تفصیل طلب ہے، اگر مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور تقرب کی وجہ سے شرک ہے تو یہ بات صحیح ہے کیونکہ کسی کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ عبادت کی کسی بھی صورت کے ساتھ غیر اللہ کی پوجا کرے خواہ وہ نبی ہو یا کوئی اور! لاریب!! مردوں کے لئے کھانا، پینا یا نقدی وغیرہ امید اور خوف سے پیش کرنا خواہ وہ نبی ہوں یا ولی یا بت وغیرہ تو یہ غیر اللہ کی عبادت میں داخل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہو اور اگر شیخ حامد کی مراد یہ ہے کہ وہ نقدی، کھانا پینا اور زندہ حیوانات جن کو ان کے مالکوں نے انبیاء واولیاء کے لئے پیش کیا ہو تو انہیں پکڑنا اور ان سے نفع اٹھانا حرام ہے، تو یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ وہ اموال ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ ان اموال کے مالک ان سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور یہ مردار کے حکم میں بھی نہیں ہیں۔ لہذا جو لوگ ان اموال کو لے لیں، ان کے لئے یہ مباح ہیں جیسا کہ دیگر وہ تمام ایسے اموال جن کے مالکان نے ان سے بے نیاز ہو کر انہیں ترک کر دیا ہو کہ جو انہیں لینا چاہے لے لے جیسا کہ زمیندار خوشوں اور کھجور کے درختوں کے مالک کھجوروں وغیرہ کو فقراء کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وہ اموال اپنے قبضہ میں لے لئے تھے جو لات کے خزانوں سے برآمد ہوئے تھے اور انہی اموال ہی سے آپ ﷺ نے عروہ بن مسعود ثقفی کے قرضوں کو ادا فرمایا تھا، طاقت کے بعد آپ ﷺ ان اموال کو اپنے قبضہ میں لینے سے اس لئے نہیں رکے کہ انہیں لات کے نام پر پیش کیا گیا تھا، لیکن یہ واجب ہے کہ جب جاہلوں اور مشرکوں کو اس طرح مال پیش کرتے ہوئے دیکھے تو انہیں سمجھائے اور بتائے کہ یہ شرک ہے تاکہ خاموشی سے اور ان مالوں کو لے لینے سے وہ یہ نہ سمجھیں کہ غیر اللہ کے نام پر ان مالوں کو پیش کرنا اور اسے ذریعہ تقرب سمجھنا جائز ہے۔ شرک تو سب سے بڑا گناہ ہے لہذا اس کا ارتکاب کرنے والے کی تردید کرنا واجب ہے۔ ہاں البتہ کھانا اگر مشرکوں کے ذبیحہ جانوروں کے گوشت یا چربی یا شوربے سے بنایا گیا ہو تو وہ حرام ہے کیونکہ مشرکوں کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے، لہٰذا وہ حرام ہے اور اس کے ساتھ ملنے والا کھانا بھی نجس ہے لیکن وہ روٹی وغیرہ کس میں مشرکوں کے ذبیحہ وغیرہ کی کسی چیز کی آمیزش نہ ہو تو وہ استعمال کرنے والے کے لئے حلال ہے، اسی طرح نقدی وغیرہ بھی حلال ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے۔ **واللہ اعلم۔**

(ص ۱۵۴ حاشیہ (۲

''یہ گویا ان کی عبادت کی ایک قسم ہے۔''*

یہ بہت مجمل بات ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہاں اس طرح تفصیل سے بات کی جائے کہ جو شخص میلاد کی محفل اس لئے قائم کرتا ہے کہ صاحب میلاد کا تقرب حاصل کرے اور اس طرح نفع و برکت حاصل کرنے کی امید کرے یا یہ قصد (ارادہ) کرے کہ اس سے اس کی مشکلات اور پریشانیوں کا ازالہ ہو جائے گا تو اس نیت سے محفل میلاد کے قیام کو صاحب میلاد کی عبادت تصور کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ اسے پکارے بھی یا اس سے استغاثہ کرے یا اس کے لئے نذر مانے یا اس کے لئے ذبح کرے یا عبادت کی دیگر اقسام میں سے کسی عبادت کو اختیار کرے تو یہ شرک ہوگا اور اکثر وہ لوگ اسی طرح کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ یا حضرت حسینؓ یا بدوی وغیرہ کے مولود کا اہتمام کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص تقرب الٰہی کے حصول کے لئے میلاد منانے کا اہتمام کرتا ہے یعنی وہ یہ سمجھتا ہے کہ میلاد منانا بھی ان عبادات میں سے ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے تو یہ (شخص) صاحب میلاد کی عبادت کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا بشرطیکہ محفل میلاد میں یہ کسی اور شرکیہ عمل کا ارتکاب نہ کرے ہاں! البتہ میلاد کا منانا بجائے خود ایک ایسی بدعت ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ نہ حکم دیا نہ اس کے رسول ﷺ نے اور نہ ہی سلف صالحؒ نے اسے کیا لہٰذا یہ بدعت ہے خواہ اس کا مقصد اچھا ہی ہو کیونکہ تمام عبادات توقیفی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے بغیر کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ از خود عبادت کی کسی صورت کو اختیار کرے۔ سچی بات یہ ہے کہ میلاد کی یہ محفلیں دین میں بہت بڑی مصیبت ہیں ان کی وجہ سے اس قدر شرک اور فساد پیدا ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ''فانا للہ وانا الیہ راجعون''ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمادے، انہیں دین میں فقاہت عطا فرمائے اور انہیں اتباع سنت اور ترک بدعت کی توفیق عطا فرمائے۔ **انہ سمیع مجیب!**

(ص ۳۰۴ حاشیہ (۱

''اس طرح کے مسائل میں لیث بن ابی سلیم یا ابن قیم کی رائے کے مطابق عمل نہیں کیا جاسکتا۔''*

شارح نے یہاں جو بات ابن ابی سلیم، وھب بن منبہ اور ابن قیم کے حوالہ سے ذکر فرمائی ہے، اس پر شیخ حامد کا اعتراض صحیح نہیں بلکہ شیخ حامد کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن کریم اور بیری کے درخت کے پتوں کے ساتھ علاج مباح دواؤں کے ساتھ علاج کے قبیل سے ہے۔ یہ باب بدعات سے نہیں ہے بلکہ یہ باب التداوی میں سے ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ''اللہ کے بندو! علاج کرو لیکن حرام چیزوں کے ساتھ علاج نہ کرو۔''سنن ابی داود کی کتاب الطب میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے برتن میں موجود پانی پر پڑھ کر دم کیا اور اس سے مریض پر چھینٹے مارے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیری کے پتوں اور دم شدہ پانی کے ساتھ مریض کے علاج کرنے اور مریض پر اس کے چھینٹے مارنے میں از روئے شریعت کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ دم کے الفاظ شرک وبدعت سے پاک ہوں اور استعمال کی جانے والی دوا مباح ہو۔ واللہ ولی التوفیق!

(ص ۳۷۳ حاشیہ (۱

''نسخ کا یہ دعوی بہت عجیب ہے۔''*

اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ سلف کے ہاں فقہاء کی نسبت نسخ کے بہت وسیع معنی ہیں کیونکہ سلف نسخ کے لفظ کو مطلق کی تقیید اور عام کی تخصیص کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مفہوم اس سے مختلف ہوتا ہے جو نص مطلق اور نص عام سے سمجھ میں آتا ہے۔ سورہ ہود کی آیت مطلق ہے اس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طلب گار کو اس کے اعمال کے مطابق اس کی مراد دی جاتی ہے۔ جب کہ سورۃ الاسراء کی آیت نے یہ بیان کیا ہے کہ دنیا بھی اسی قدر ملتی ہے جس قدر اللہ تعالی چاہے اور اسی کو ملتی ہے جس کے لئے اللہ چاہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کے طلب گار کو اپنی خواہش کے مطابق دنیا صرف اسی وقت ملتی ہے۔ جب اللہ تعالی چاہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ دنیا کے لئے عمل تو کرتا ہے لیکن دنیا اسے نہیں ملتی کیونکہ اللہ تعالی نہیں چاہتا اور یہ بات بہت ہی واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

(ص ۳۷۸ حاشیہ (۲

''بردچغہ کی طرح ہوتی ہے۔''*

یہ بات محل نظر ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ بردچغہ کی طرح نہیں بلکہ یہ اور چیز ہے، چنانچہ ''القاموس''میں ہے کہ برد ضمہ کے ساتھ ہے اور اس کے معنی دھاری دار کپڑے کے ہیں، اس کی جمع

''''ابراد''، ''ابرداور''''برود''ہے اوراس سے مرادوہ چادریں ہیں جنہیں اوڑھ لیا جاتا ہے۔

(ص ۴۲۲ حاشیہ (ا

باقی رہااوامراور نواہی کی تبلیغ میں حیا۔۔۔۔''الخ۔''*

یہ ایک اچھی بات ہے، شارح نے جس روایت کوذکر کیا ہے اس کے ،جواب میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے (یادرہے شارح نے یہ کہا ہے کہ بعض سندوں سے یہ الفاظ واردہیں کہ آپ ﷺ کواس بات سے انہیں منع کرنے سے حیامانع تھی) کہ اگر یہ روایت صحیح ہوتواس کے یہ معنی ہوں گے کہ نبی کریم ﷺ کواس بات سے حیامانع تھی کہ آپؐ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کوبذریعہ وحی ممانعت کے نزول سے قبل ،کسی کام سے منع فرمادیں خواہ اسے ترک کردینا مستحسن ہی کیوں نہ ہولیکن آپؐ اپنی طرف سے منع نہیں فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو کیونکہ جب بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو مسلسل یہ خواب آیا کہ یہ رات رمضان کی آخری سات راتوں میں سے ایک رات ہے تو یہ خواب اس بات کی دلیل بن گئے کہ ان سات راتوں میں عبادت کےلئے اور بھی زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

(ص ۴۲۲ حاشیہ (۲

''اس حدیث کے ذریعے نبی کریم ﷺ قبل از نبوت کے واقعات کے بارے میں خبر دینا چاہتے ہیں۔''*

شیخ حامد کااس بات سے مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ نےسچے خواب کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے کہ یہ نبوت کاچھیالیسواں حصہ ہے تو یہ آپ ﷺ نے ماضی میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی خبر دی ہے حالانکہ بات یہ نہیں بلکہ اس باب میں واردروایات اس امر پر دلالت کناں ہیں کہ نبی ﷺ کی مراد ماضی و مستقبل میں جس خواب کی خبر دینا ہے خواہ اس کا تعلق ماضی سے ہو یا مستقبل سے سچے خواب مفید ہوتے ہیں اوران سے بشارت حاصل ہوتی ہے،ان کا فائدہ یہ ہے کہ یہ نبوت کاپینتالیسواں بعض روایات کے مطابق چھیالیسواں اور بعض کے مطابق سینتالیسواں حصہ ہیں اوراگران روایات سے مرادوہ ہوتی جو شیخ حامد نے بیان فرمائی ہے تواحادیث کے یہ الفاظ مختلف نہ ہوتے اس تنوع کی وجہ۔ واللہ اعلم۔

یہ ہے کہ سچا خواب،بجائے خود دیکھنے والے کی صلاحیت اوراس میں مخفی ان قرائن وشواہد کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے جوخواب کے سچا ہونے پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ علماء نے اسے ذکر فرمایا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ''شرح مسلم ''میں فرماتے ہیں کہ ''قاضی نے کہا ہے کہ امام طبری نے ارشادفرمایا ہے کہ روایات میں یہ اختلاف درحقیقت خواب دیکھنے والے کے حالات کے اعتبار سے ہے کہ صالح شخص کا خواب چھیالیسواں حصہ ہوگاجب کہ فاسق کاخواب ستروا ں حصہ ہوگا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ خفی خواب ستروا ں حصہ اور جلی خواب چھیالیسواں حصہ ہوگا''پھرخطابی کے حوالہ سے بھی انہوں نے بعض اہل علم سے اسی طرح نقل کیا ہے اورپھر مازوی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''خوابوں میں شکوک وشبہات بھی ہوتے ہیں جب کہ نبوت میں نہیں ہوتے تو نبوت خوابوں کی نسبت چھیالیس درجے زیادہ روشن اور ممتاز ہوتی ہے۔''واللہ اعلم۔

(ص ۴۳۴ حاشیہ (۳

''نسعۃ' 'نون کے کسرہ اورمہملہ کے سکون کے ساتھ،بٹی ہوئی رسی جس سے اونٹ وغیرہ کو نکیل ڈالی جاتی ہے۔''

یہ بات محل نظر ہے کہ اس سے اونٹ وغیرہ کو نکیل ڈالی جاتی ہے کیونکہ نسع اس رسی کوکہتے ہیں جس سے کجاوہ کوکسا جاتا ہے،اس کا اطلاق نکیل پر نہیں ہوتا،چنانچہ ''القاموس ''میں ہے کہ نسع کسرہ کے ساتھ ہے اوراس سے ''مرادوہ تسمہ ہے جسے جوتوں کی ڈوری کی صورت میں عرض کی طرف س بنا جاتا ہے اوراس سے کجاووں کو باندھا جاتا ہے۔ اس کے ایک ٹکڑے کو نسع کہتے ہیں۔ اوراس کانام نسع اس کے طول کی وجہ سے ہے۔

(ص ۴۳۶ حاشیہ (ا

''اوراسی باب سے علم اوراہل علم کا مذاق اڑانا اورعلم کی وجہ سے ان کا احترام نہ کرنا بھی ہے۔''*

اس کلام میں اجمال ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہاں اس طرح تفصیل سے بات کی جائے کہ اگر علم شرعی یااس کی وجہ سے علماء کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو یہ ارتداد ہے کیونکہ یہ اس چیز کی تنقیص اور توہین ہے ،جسے اللہ تعالی نے عظمت بخشی ہے،اسی طرح اگروہ اس علم کو حقیر سمجھتا اوراس کی تکذیب کرتا ہے تواس کا حکم بھی یہی ہے اوراگروہ علماء کا مذاق ان کے لباس کی وجہ سے یا بعض کے دنیا کے حریص ہونے کی وجہ سے لوگوں سے ان کی بعض عادتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اڑاتا ہے،جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں تو ایسے شخص کو مرتد قرار دیا جائے گا کیونکہ اس کا تعلق دین سے نہیں بلکہ کچھ اورامور سے ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

فتاویٰ ابن باز